۶۸واں باب

کشمکش کے میدان میں نبی ﷺ کی شخصیت کا اثر

۲۹۶ اہلِ ایمان کا مقتدر اعلیٰ طبقات میں گہرا نفوذ

۲۹۷ نبی ﷺ کے اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے والے

۲۹۸ کیا مکہ میں ہر فرد پر حق واضح ہو گیا تھا، عتبہ بن ربیعہ کی گواہی

۲۹۹ دار الندوہ میں ولید بن مغیرہ کی قرآن کی حقانیت کی گواہی

۳۰۱ دشمنِ دین نضر بن حارث کی نبی ﷺ کی صداقت پر گواہی

۳۰۱ عمرو بن ہشام پر نبی ﷺ کا رعب

۳۰۲ کردار کی برتری اور دعوت کی حقانیت

۳۰۳.. سیرت کا اور معجز نما کلامِ الٰہی کا اثر، جو سردارانِ مکہ کو جادو نظر آتا تھا

۶۸واں باب

کشمکش کے میدان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا اثر

گزشتہ باب میں ہم نے دو سوالات اُٹھائے تھے، اوّل یہ کہ غارِ حرا میں جو نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی ،اُس کا حق ادا کرتے ہوئے جب آپ ساتویں سال کے آغاز میں ایک قوت بن کر ابھرے ہیں تو اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کیا چال چل سکیں گے ؟ پچھلا باب [۶۷واں] پہلے سوال کے تفصیلی جواب پر مشتمل رہا۔ اب ہمارے سامنے دوسرا سوال ہے، وہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر وہ کیا کام کیا کہ چھ سال میں مقابل نظام نے بے بسی کا اظہار کر دیا؟ اس سوال کا آسان اور معلوم جواب یہ ہے کہ بے مثال و بے داغ سیرت و کردار لیے دعوت و تبلیغ کے ساتھ داعی اور اُس کے ہم نوا اہلِ ایمان نے مقتدر اعلیٰ طبقات میں گہرا نفوذ حاصل کر لیا تھا۔ اس مجمل جواب کی تفصیل اس باب میں پیش کی جا رہی ہے۔

اہلِ ایمان کا مقتدر اعلیٰ طبقات میں گہرا نفوذ

گزشتہ چھ برسوں میں اوّلاً جو اصل کام ہوا وہ فی الواقع مخالف مقتدر اعلیٰ طبقات میں گہرا نفوذ تھا کہ جسے اہلِ مکہ اور سردارانِ قریش کے لیے نظر انداز کر دینا ممکن ہی نہ تھا۔ یہ نفوذ اُن سیرت و کردار کے اعلیٰ ترین نفوس کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا کہ اُن تمام کو قتل کر دینا یا جلاوطن کر دینا یا بُھلا دینا اِن طبقات کے لیے خود ناممکن تھا۔ دوسرے درجے میں جو تحصیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک کو ہوئی وہ یہ تھی کہ جن انقلابیوں کے ذریعے نفوذ حاصل کیا گیا تھا وہ آپؐ کی ایک جنبشِ ابرو پر کٹ مرنے اور مٹ مرنے والے، آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے والے تھے، اُن کی نظریں صرف اور صرف آخرت پر تھیں، دنیا میں کام یابی اور ناکامی کا کوئی تصوّر ہی نہ تھا۔

بالکل ابتدائی تین برسوں میں صفِ اوّل کے دشمنانِ دین کے اعلیٰ مقتدر طبقات میں نفوذ کی چند مثالیں یہ ہیں کہ ابو جہل کے حقیقی بھائی سلمہ رضی اللہ عنہ، عمر بن الخطاب کی دو حقیقی بہنیں اور حقیقی بھائی فاطمہؓ، صفیہؓ اور زیدؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہم، ابو سفیان کی دو بیٹیاں امّ حبیبہؓ اور فارعہؓ، عمرو بن العاص کا سگا بھائی ھشام رضی اللہ عنہ بن العاص، امیہ بن خلف کے برادرِ نسبتی حارث رضی اللہ عنہ بن معمر اور اُن کے تین بیٹے، نضر بن حارث کے

بیٹے فراس رضی اللہ عنہ بن نضر، سہیل بن عمرو کی دو بیٹیاں امِّ کلثوم اور سہلہ رضی اللہ عنہا، اور بیٹا عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور انھی سہیل کے حلیف قبیلے سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، ابو لہب بن عبد المطّلب کی دو سگی بہنیں صفیہ اور اروی رضی اللہ عنہا بنتان عبد المطّلب اور عتبہ بن ربیعہ کے بیٹے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ جو شیبہ بن ربیعہ کے بھتیجے بھی تھے اور اِن دونوں دشمنانِ دین کی سگی بہن صفیہ رضی اللہ عنہا بنت ربیعہ۔ وہ اسما جو خط کشیدہ ہیں، اُن تمام حضرات کے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں صفِ اوّل کے مخالفین شمار ہوتے تھے۔ قبائلی نظامِ زندگی میں رشتے دار ہی سب کچھ ہوتے تھے اور حق و ناحق ہر بات میں پشت پناہ ہوتے تھے، اسلام نے تمام دشمنانِ دین کے عین قلب میں کمند ڈال دی۔ اِن صاحبان میں سے عمرؓ بن الخطاب، عمروؓ بن العاص اور ابو سفیانؓ کو بعد کے برسوں میں ایمان کی توفیق اور صحابیت کا شرف حاصل ہوا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے والے

اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے کی مثال سیّدنا خباب اور بلال رضی اللہ عنہما ہیں کہ تپتی ریت پر گھسیٹے جانے اور انگاروں کو اپنی پیٹھ کی چربی سے بجھانے سے بھی نعرۂ توحید بلند ہوتا رہا، یہ صرف دو نوجوان مرد ہی نہیں ہیں پورا ایک قافلہ ہے جس میں جوان خواتین بھی ہیں جو بے رحموں کے ہاتھوں بے دردی سے شہید ہونے والی اور نابینا ہو جانے والی خواتین سیّدہ سمیّہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ زنیرہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ ہیں جنھوں نے ساری دولت اسلام کے لیے نچھاور کر دی اور بوقتِ ہجرت بوڑھے باپ اور بیٹیوں کے لیے اللہ کے علاوہ کچھ نہ چھوڑا اور سب کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور اُن کے دین کے لیے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے، اگر اسلام کو اپنے دورِ اوّل ہی میں ایسے ساتھی نہ ملے ہوتے تو آج اسلام کا نام لیوا بھی کوئی نہ ہوتا۔

آخر یہ لوگ کیوں ایمان لے آئے؟ کیوں ان مبارک ہستیوں نے اپنے قبیلوں کے سرداروں کے علی الرغم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا؟ اس لیے کہ یہ مبارک ہستیاں رہتی دنیا تک کے لیے اللہ کے دین کو مثال بنانے کے لیے پیدا کی گئی تھیں، جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث تھے یہ بھی آپؐ کی معیت کے لیے مبعوث تھیں، جن کا تذکرہ ابراہیم علیہ السلام سے اب تک سارے نبیوں کی زبانی ہوتا چلا آ رہا تھا کہ ایک نبی اپنے قدسیوں کے جلو میں آئے گا۔ یہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قدسی آپؐ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین تھے۔ اِن مبارک ہستیوں کو وہ عقلِ سلیم عطا کی گئی تھی کہ انھوں نے دعوتِ دین کو قبول کرنے میں کوئی دیر نہ کی اور سنتے ہی ایمان لے آئے، یہ ایمان لانے ہی کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔ عقل تو ہر ایک کو ملتی ہے مخالفین و

منکرین کو بھی عقل و منطق کا وافر حصہ ملا تھا، مگر قبول حق کے لیے وہ اندھے بہرے اور گونگے بن گئے، ذاتی مفادات اور قبائلی تعصبات آڑے آئے اور نفس کے پندار نے دھوکہ دیا کہ 'سرداری جاتی رہے گی'، اُن کو محمد ﷺ کی اتباع میں عار محسوس ہوا، وگرنہ بات سمجھنے میں اُن کو بھی کوئی دشواری نہ تھی، بات سمجھ کر اور مان کر ٹھکرائی، وہ صداقت جس پر دل گواہی دے رہے تھے، اِن کی ہر ٹھوکر سے حق و صداقت کے لیے مُہر بند ہوتے چلے گئے۔ اللہ کو لوگوں کے ایمان سے کوئی دشمنی نہ تھی، مکہ میں حق ہر ایک فرد و بشر پر واضح ہوا، ضمیر نے گواہی دی مگر جو ابلیس کے جال میں آ گئے اُن کے نفس نے اُنھیں اِس دعوت کو قبول نہ کرنے کی ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ ضمیر کی آواز دبتے دبتے معدوم ہو گئی، سردارانِ قریش میں سے بیش تر کو کفر پر ہی موت آئی، وہ اسی کے حق دار تھے۔ ہم ذیل میں اُن کے ضمیر کی حق پر گواہی کی چند واقعاتی مثالیں پیش کرتے ہیں۔

پہلی مثال تو وہی واقعہ ہے جو ہم پچھلی جلد میں سورۂ حٰم السجدہ کی تفہیم میں بیان کر چکے ہیں۔

کیا مکہ میں ہر فرد پر حق واضح ہو گیا تھا، عتبہ بن ربیعہ کی گواہی

ایک دفعہ دشمنِ دین عُتُبَہ بن رَبِیعہ [دوسرے دشمنِ دین شیبہ بن ربیعہ کے بھائی] نے سردارانِ قریش سے کہا، اگر آپ لوگوں کو منظور ہو تو میں جا کر محمدؐ سے ملوں اور اُسے سمجھانے کی کوشش کروں۔ لوگوں نے کہا: ابوالولید! تم پر پورا اطمینان ہے، ضرور جا کر اس سے بات کرو۔ وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا: بھتیجے! ہمارے ہاں تم کو جو عزّت و مرتبہ حاصل تھا، تم خود جانتے ہو، اور نسب میں بھی تم ایک شریف ترین گھرانے کے فرد ہو [جو بات وہ چبا گیا اور اپنے دل کی اصل بات زبان پر نہیں لایا وہ یہ تھی کہ مال و دولت اور اقتدار میں تو تمھارا کوئی حصہ ہی نہیں ہے!]۔ تم نے اپنی قوم پر بڑی پریشانی ڈالی ہے! تم نے جماعت میں تفرقہ ڈالا، ساری قوم کو بے وقوف گمان کیا اور برملا بے وقوف کہا، اُس کے دین اور اُس کے معبُودوں کی توہین کی، گزرے ہوئے آبا ؤاجداد کو تم نے گم راہ اور [دینِ ابرہیمی سے] منحرف کہا۔ بھتیجے! اگر ان باتوں سے تمھارا مقصد دنیا کی بڑائی اور دولت کا حصول ہے تو آؤ ہم سب مل کر تم کو اتنا مال دیں کہ تم سب سے زیادہ مال دار ہو جاؤ۔ اقتدار کا سودا سر میں سمایا ہے تو ہم تمھیں سردار مان لیتے ہیں۔ بادشاہی چاہتے ہو تو بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ اور اگر تمھیں کوئی [وہم و جنون کا کوئی نفسیاتی] روگ لگ گیا ہے جس کی وجہ سے تم کو سچ مچ سوتے یا جاگتے میں کچھ نظر آنے [اشارہ ہے روح الامین کی جانب] لگا ہے تو ہم سب مل کر بہترین طبیبوں سے تمھارا علاج کرائے دیتے ہیں۔ یہ باتیں وہ کرتا رہا اور رسول اللہ ﷺ خاموشی سے سنتے رہے۔ جب اُس کا دماغ خالی ہو گیا اور

خاموش ہوا تو آپؐ نے اُس سے پوچھا کہ ابوالولید، جو کچھ کہنا چاہتے تھے کہہ چکے ہیں یا اور کچھ کہنا باقی ہے؟ اُس نے کہا کہ بس مجھے جو کچھ بھی کہنا تھا میں نے کہہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اب میری سُنو۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، کہنے کے بعد آپؐ سورۂ حٰمٓ السجدہ کی تلاوت فرماتے رہے اور عتبہ پیچھے زمین پر ہاتھ ٹیکے غور سے بے سدھ ہو کر سنتا رہا۔ جب آپؐ اِس آیت پر پہنچے کہ فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُکُمۡ صٰعِقَۃً مِّثۡلَ صٰعِقَۃِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ (اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تمھیں عاد اور ثمود کے عذاب جیسے ایک اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں)، تو عتبہ نے بے اختیار آگے بڑھ کر آپؐ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہنے لگا کہ اللہ کے واسطے اپنی قوم پر رحم کرو۔ آیتِ سجدہ پر پہنچ کر آپؐ نے اللہ کو سجدہ کیا، اور پھر سر اُٹھا کر عُتبہ سے فرمایا کہ ابوالولید، جو کچھ مجھے کہنا تھا وہ تم نے سُن لیا، اب تم جانو اور تمھارا کام۔ عتبہ یہاں سے اُٹھ کر سردارانِ قریش کی طرف واپس ہوا تو لوگوں نے دُور سے ہی اس کو آتے دیکھ کر کہا کہ واللہ! ابوالولید کا چہرا بدلا ہوا ہے۔ یہ وہ چہرہ نہیں ہے جسے لے کر وہ گیا تھا۔

اس کے پہنچتے ہی لوگوں نے سوال کیا کہ ابوالولید کہو، کیا کہہ، سُن آئے ہو؟ ابوالولید نے کہا کہ اللہ کی قسم! آج میں نے ایسا کلام سُنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نہ سُنا تھا۔ واللہ! یہ شعر نہیں ہے، نہ سحر ہے اور نہ کہانت۔ اے قریش کے [ذی عقل] لوگو! میری بات مانو اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اس کی باتیں جو میں نے سُنی ہیں رنگ لا کر رہیں گی۔ اگر عرب اس پر غالب آ گئے تو اپنے بھائی کا خون تمھاری گردن پر نہ ہو گا، دوسروں پر ہو گا۔ اور اگر یہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کی حکومت تمھاری حکومت ہو گی اور اس کی عزّت تمھاری عزّت۔ لوگوں نے کہا کہ واللہ! ابوالولید تم پر بھی اس کا جادو چل گیا۔ اُس نے کہا کہ یہ میری رائے ہے، اب تم جانو اور تمھارا کام۔ اوپر مذکورہ واقعے میں آپ سردارِ قریش کے ضمیر اور زبان دونوں سے حق کی گواہی کو دیکھ سکتے ہیں۔

دارالندوہ میں ولید بن مغیرہ کی قرآن کی حقانیت کی گواہی

ضمیر کی یہ گواہی بالکل وہی تھی جو پہاڑی پر دعوتِ عام کے بعد پہلے حج سے قبل دارالندوہ میں قریش کے سرداروں کے سردار، ابوجہل کے چچا ولید بن مغیرہ نے دی تھی۔ نبوت کے چوتھے سال جب رسول اللہ ﷺ کی نو دس مہینے کی پیہم مہماتی انداز میں دعوت و تبلیغ نے مشرکین قریش کا عموماً اور سرداروں کا خصوصاً چین و سکون غارت کر دیا اور حج کا موقع آ گیا تو گفت و شنید کے لیے خالد بن ولیدؓ کے والد ولید بن مغیرہ

(قریش کا سردارِ اعظم) نے سب کو دارالندوہ میں جمع کیا۔ ولید نے کہا: اس مسئلے پر ہم سب کو متفق الرّائے ہونا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ محمدؐ کے بارے میں مختلف بیانوں سے خود ہم ہی ایک دوسرے کو غلط قرار دیں اور ایک کی بات دوسرے کی دلیل کی کاٹ کرے۔

قریش نے اپنے بزرگ سردار اور مانے ہوئے دانش ور سے کہا: آپ ہی کہیے۔ اُس نے کہا: نہیں تم لوگ اپنی اپنی رائے دو، میں پہلے سب کی سنوں گا پھر کچھ کہہ سکوں گا۔ اس پر چند لوگوں نے کہا: ہم کہیں گے وہ کاہن ہے۔ ولید نے کہا: نہیں واللہ! وہ کاہن نہیں ہے، ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے۔ اس شخص کے کلام میں نہ کاہنوں جیسی گنگناہٹ ہے نہ ان جیسی قافیہ گوئی اور تک بندی۔ اس پر لوگوں نے کہا: تب ہم کہیں گے کہ وہ پاگل ہے۔ ولید نے کہا: نہیں، وہ پاگل بھی نہیں، ہم نے پاگل بھی دیکھے ہیں اور اُن کی کیفیات بھی۔ اس شخص کے اندر نہ پاگلوں جیسی دَم گھٹنے (بے ہوشی) کی کیفیت اور الٹی سیدھی حرکتیں ہیں اور نہ اُن جیسی بہکی بہکی باتیں۔ محفل میں جمع مخالفین کے سرداروں نے کہا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ شاعر ہے۔ ولید نے کہا: وہ شاعر بھی نہیں کیوں کہ اُن کی بات اشعار کی کسی بھی صنف سے کوئی تعلق نہیں رکھتی، ہمیں رجز، ہجز، قریض، مقبوض، مبسوط سارے ہی اصنافِ سخن معلوم ہیں۔ اس کی بات بہر حال شعر نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا: تب ہم کہیں گے کہ وہ جادوگر ہے۔ ولید نے کہا یہ شخص جادوگر بھی نہیں۔ ہم نے جادوگر اور ان کا جادو بھی دیکھا ہے، یہ شخص نہ تو ان کی طرح جھاڑ پھونک کرتا ہے نہ گرہیں لگاتا ہے۔ لوگوں نے سوال کیا

کہ آپ نے تو ہماری تمام تجاویز رد کر دی ہیں تو ہم آخر کیا کہیں گے؟ ولید نے کہا ان باتوں میں سے جو بات بھی تم کرو گے لوگ اس کو ناروا الزام سمجھیں گے۔ اللہ کی قسم! محمدؐ کے کلام میں بڑی حلاوت ہے، اس کی جڑ بڑی گہری اور اس کی ڈالیاں بڑی ثمر دار ہیں۔ پیش کی جانے والی ہر تجویز کو جب ولید اس طرح رد کرتا رہا اور اُس کے جوابات ایک انداز سے محمد رسول اللہ ﷺ کی حمایت کرتے نظر آئے تو ابوجہل ولید کے پیچھے لگ گیا اور کہا کہ تیری قوم راضی نہ ہو گی جب تک تم محمدؐ کے بارے میں کوئی بات نہ کہو۔ اُس نے کہا اچھا مجھے غور کر لینے دو۔ پھر خوب سوچ کر بولا، موزوں ترین بات جو کہی جاسکتی ہے وہ بس اتنی ہے کہ تم حاجیوں سے کہو یہ شخص ایسا جادو بھرا کلام پیش کرتا ہے جس کے ذریعے باپ بیٹے، بھائی بھائی، شوہر بیوی اور کنبے قبیلے میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ بالآخر لوگ اسی تجویز پر متفق ہو کر وہاں سے رخصت ہوئے۔ اگر یہ بدبخت اُس موقع پر محفل کو بغیر کسی فیصلے کے ختم کر دیتا تو محمد ﷺ کی مخالفت خود تمام قریش کے مخالف سرداروں کے ذہنوں میں

نامعقول قرار پاجاتی۔

دشمنِ دین نضر بن حارث کی نبی ﷺ کی صداقت پر گواہی

سرداران قریش اپنی محفلوں میں اس بات کا برملا اعتراف کرتے تھے کہ نبی ﷺ کے خلاف جو باتیں وہ بناتے ہیں خالص جھوٹ ہیں۔ابنِ اسحاقؒ کا کہنا ہے کہ ایک مجلس میں نَضر بن حارِث نے قریش کے سرداروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ محمدؐ کا مقابلہ جس طرح کر رہے ہو اس سے کام نہ چلے گا۔ وہ جب تمھارے درمیان نوعمر جوان تھا تو تمھارا سب سے زیادہ خوش اطوار آدمی تھا۔ سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑھ کر امین سمجھا جاتا تھا۔ اب کہ اس کے بال سفید ہونے کو آگئے، تم کہتے ہو یہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے، مجنوں ہے۔ واللہ! وہ ساحر نہیں ہے، ہم نے ساحروں کو دیکھا ہے اور ان کی جھاڑ پھونک سے ہم واقف ہیں۔ واللہ! وہ کاہن بھی نہیں ہے، ہم نے کاہنوں کی تک بندیاں سُنی ہیں اور جیسی گول مول باتیں وہ کیا کرتے ہیں ان کا ہمیں عِلم ہے۔ واللہ! وہ شاعر بھی نہیں ہے، شعر کی تمام اصناف سے ہم واقف ہیں اور اُس کا کلام ان میں سے کسی صنف میں نہیں آتا۔ واللہ! وہ مجنوں بھی نہیں ہے، مجنوں کی جو حالت ہوتی ہے اور جیسی بے تکی بڑ وہ ہانکتا ہے کیا اس سے ہم بے خبر ہیں؟ اے سردارانِ قریش! کچھ اور بات سوچو، جس چیز کا مقابلہ تمھیں درپیش ہے وہ اس سے زیادہ بڑی ہے کہ یہ باتیں بنا کر تم اسے شکست دے سکو۔

عمرو بن ہشام پر نبی ﷺ کا رعب

ابنِ اسحاقؒ ہی کے مطابق ایک روز قریش کے سردار حسبِ معمول کعبہ کے سائے میں محفل جمائے بیٹھے تھے، ایک شخص سیدھا چلتا ہوا اُن کے پاس پہنچا اور بولا کہ اے قریش کے لوگو! مظلوم پردیسی کی مدد کرو، تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہ بولا میرا تعلق اراش قبیلے سے ہے۔ میں آپ کے شہر میں بیچنے کے لیے اونٹ لایا تھا، عمرو بن ہشام [ابوالحکم جو بعد میں ابوجہل بنا] نے مجھ سے سودا کیا اور اونٹ لے لیے مگر پیسے نہیں دیتا، میرے پیسے دلوائے جائیں۔ حرم کے دوسرے سرے پر نبی ﷺ تشریف فرما تھے۔ قریش کے ان سربرآوردہ لوگوں کو مذاق کی سوجھی، ایک بولا بھئی ہم تو کچھ بھی تمھاری مدد نہیں کر سکتے، یہ جو اُس جانب ایک صاحب بیٹھے ہیں وہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں۔ اراشی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اپنا ماجرا سنایا۔ آپ ﷺ اُٹھے اور اُسے ساتھ لے کر ابوجہل کے گھر کی طرف چل دیے۔ سرداروں نے ایک آدمی سے کہا کہ ان دونوں کے پیچھے جاؤ اور آکر بتاؤ کیا تماشا ہوتا ہے۔ وہ آدمی کچھ فاصلے سے پیچھے ہو لیا۔ نبی ﷺ نے عمرو [ابو

جہل] کے دروازے پر پہنچ کر کنڈی کھٹکھٹائی، اندر سے آواز آئی کون ہے؟ نبی ﷺ نے باآواز بلند جواب دیا محمدؐ، ابوجہل فوراً دروازہ کھول کر باہر آیا، اُس کے باہر نکلتے ہی تحکمانہ انداز میں نبی ﷺ نے اُس سے کہا کہ اِس اراشی کے پیسے فوراً ادا کرو! عمرو خاموشی سے اندر گیا اور اونٹوں کی ساری رقم لا کر ادا کر دی۔ اراشی نے نبی ﷺ کا شکریہ ادا کیا اور رقم لے کر چلا گیا۔ نبی ﷺ واپس حرم تشریف لے آئے، قریش کے سردار منتظر تھے کہ دیکھیں کیا تماشا بنتا ہے؟ اپنے مخبر کو تیز تیز واپس آتا ہوا دیکھ کر اُن کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا۔ مخبر نے آکر کہا: واللہ! میری آنکھوں نے آج وہ کچھ دیکھا جو پہلے کبھی نہ دیکھا، محمدؐ کو تو دیکھتے ہی عمرو بن ہشام کا تو رنگ ہی بدل گیا، جب محمدؐ نے کہا کہ اراشی کا حق ادا کرو تو معلوم ہوتا تھا کہ اُس کے جسم میں جان باقی نہیں رہی! سرداروں کو یہ باتیں ناقابلِ یقین لگ رہی تھیں۔ ابوالحکم ان کا بہت بڑا سردار اور نبی ﷺ کے خلاف ساری مہم کا سرغنہ بھی تھا، وہ نبی ﷺ کے حکم کی اس طرح تابع داری کرے گا! اُن کے تو حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی!

کردار کی برتری اور دعوت کی حقانیت

طُفَیل بن عمَرو دَوسی کے قبولِ ایمان کا واقعہ کردار کی برتری اور دعوت کی حقانیت کی ایک کلاسیکل مثال ہے یہ واقعہ چھٹے یا ساتویں سال ہوا۔ جسے ابنِ اسحاقؒ نے خود ان کی روایت سے نقل کیا ہے۔ طُفَیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں قبیلہ دَوس کا ایک شاعر تھا۔ کسی کام سے مکہ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی قریش کے لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور نبی ﷺ کے خلاف مجھے اتنا بھڑکایا کہ میں آپؐ سے سخت بد ظن ہو گیا اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ آپؐ سے دور ہی رہوں گا۔ دوسرے روز میں نے حرم میں حاضری دی تو رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ میرے کانوں نے چند جملے سنے تو میں نے محسوس کیا کہ یہ تو کوئی بڑا ہی عمدہ کلام ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں شاعر ہوں، جوان مرد ہوں، عقل رکھتا ہوں، کوئی نا سمجھ بچہ نہیں ہوں کہ صحیح اور غلط میں فرق نہ کر سکوں۔ آخر کیوں نہ اس شخص سے مل کر معلوم کروں کہ اس کی دعوت کیا ہے۔ چناں چہ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہو کر واپس چلے تو میں آپؐ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا اور آپؐ کے مکان پر پہنچ کر میں نے عرض کیا کہ آپؐ کی قوم نے آپؐ کے متعلق مجھ سے یہ کچھ کہا تھا، اور میں آپؐ سے اس قدر بد ظن ہو گیا تھا کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تھی تاکہ آپؐ کی آواز تک نہ سننے پاؤں۔ لیکن ابھی جو کچھ میں نے آپؐ کی زبان سے سُنا ہے وہ مجھے اچھا معلوم ہوا ہے۔ آپؐ مجھے ذرا تفصیل سے بتایئے کہ آپؐ کیا کہتے

ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں مجھ کو قرآن کا ایک حصہ سُنایا اور میں اُس سے اِس قدر متاثر ہوا کہ اُسی وقت ایمان قبول کر لیا۔

سیرت کا اور معجز نما کلامِ الٰہی کا اثر، جو سردارانِ مکہ کو جادو نظر آتا تھا

یہ تھا شخصیت اور سیرت کا اثر اور ساتھ میں اُس معجز نما کلامِ الٰہی کا اثر، جس کو قریشِ مکہ جادو قرار دیتے تھے اور ناواقف لوگوں کو یہ کہہ کہہ کر ڈراتے تھے کہ اس شخص کے پاس نہ جانا ورنہ جادو کر دے گا۔ ایک دن یہ جادو سر چڑھ کر بولا۔ آپؐ نے کبھی بھی کفار کے جھوٹے پروپیگنڈے اور سرگوشیوں کی اس مہم [Whispering Campaign] کا جواب اس کے سوا کچھ نہ دیا کہ میرا رب آسمان اور زمین میں کی جانے والی تمام سرگوشیوں اور باتوں سے خوب واقف ہے وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔[۱۹۶] سلام اور درود ہوں اُس ہستی پر جو کبھی اپنے ضمیر کے خلاف جانتے بوجھتے اپنی انا کی جنگ لڑنے والے سردارانِ قریش کے مقابلے میں ترکی بہ ترکی جواب دینے پر نہ اُتر آئی۔

☆☆☆☆☆

---

۱۹۶ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِينَ ظَلَمُوا هَلْ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٤﴾ یہ ظالم تمھارے لیے آپس میں چپکے چپکے کہتے ہیں کہ یہ آدمی تو آخر تمھارے جیسا ایک انسان ہی تو ہے، پھر کیا تم دیکھتے بھالتے ہوئے بھی اس کے جادُو کے جال میں پھنس جاؤ گے؟ رسُول اللہؐ نے اُن کی اِن سرگوشیوں اور باتوں کے جواب میں اس کے سوا کچھ نہ کہا کہ میرا رب آسمان اور زمین میں کی جانے والی تمام سرگوشیوں اور باتوں سے خوب واقف ہے وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔ [مفہوم آیات سورۃ الانبیاء ۳ تا ۴]